درس ترمذی شریف

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی

ضبط وترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

نظامِ اکل وشرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کی کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب ما جاء فی اکل الزیت

زیتون کے کھانے کا بیان

حدثنا یحیی بن موسیٰ حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن زید بن اسلم عن ابیه عن عمر بن خطاب رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ کلوا الزیت وادهنوابه فانه من شجرة مبارکة هذا حدیث لا نعرفه الامن حدیث عبدالرزاق عن معمر وکان عبدالرزاق یضطرب فی روایة هذا الحدیث فربما ذکر فیه عن عمر عن النبی ﷺ وربما رواه علی الشك فقال احسبه عن عمر عن النبی ﷺ وربما قال عن زید بن اسلم عن ابیه عن النبی ﷺ مرسلاً الخ ترجمہ : حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زیتون کھایا کرو اور زیتون کا تیل لگایا کرو بیشک وہ بابرکت درخت سے ہے۔

اس حدیث کو ہم عبدالرازق سے جانتے ہیں جسے وہ معمر سے روایت کرتے ہیں لیکن عبدالرزاق اس حدیث کی روایت میں اضطراب کرتے ہیں کبھی حضرت عمر کے واسطے سے آپ کا ارشاد نقل کرتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت عمرؓ نے حضورؐ سے روایت کی ہے اور بسا اوقات کہتے ہیں کہ یہ روایت زید بن اسلم سے ہے جسے وہ اپنے باپ سے مرسلا

(بلاواسطہ) آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں یعنی اس روایت میں حضرت عمر کاذکر نہیں کیا۔

عن ابی اسید قال قال النبی ﷺ کلوا من الزیت وادھنوا به فانه شجرة مبارکة۔

هذا حدیث غریب من هذا الوجه انما نعرفه من حدیث عبدالله بن عیسیٰ

ترجمہ : ابو اسید فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ زیتون کھایا کرو اور اسکے تیل سے مالش کیا کرو بیشک یہ مبارک درخت ہے۔

یہ حدیث اس وجہ سے غریب ہے کہ ہم اسکو نہیں جانتے مگر صرف عبداللہ بن عیسیٰ کی سند سے۔

اس باب میں زیتون کی فضیلت بیان فرماتے ہیں' قرآن کریم میں بھی اسکی فضیلت آئی ہے اور کتب سابقہ میں بھی اسکی فضیلت موجود ہے بائبل کی کتاب پیدائش' خروج' زبور اور یسعیاہ نبی کے صحیفوں میں اسکاذکر آیا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے نصیحت ناموں (مراسلات) میں اکثر زیتون کی مثال دیتے تھے۔

زیتون کی تاریخ : زیتون ایک درخت ہے جو اکثر شام' فلسطین' ترکی' اٹلی' سپین' افریقہ اور الجزائر کے علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ تقریباً دنیا بھر میں تیل کی برآمد فرانس' یونان' سپین' اور ترکی سے ہوتی ہے اور وہاں اسکے بڑے بڑے کارخانے ہیں اور وہیں سے ہنڈیوں کے ذریعہ دنیا بھر میں سپلائی ہوتا ہے۔ زیتون کے درخت کا قد تقریباً تین میٹر کے لگ بھگ ہوتا ہے اسکے پتے چمکدار اور پھل بیر کی مانند ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسکی عمر تقریباً ایک ہزار سال تک ہوتی ہے' یہ چالیس سال کے بعد پھل دیتا ہے۔ محققین نے لکھا ہے کہ زیتون کا درخت قدیم ترین درخت ہے جب طوفان نوح علیہ السلام ختم ہوا تو سب سے پہلے زمین پر نمودار ہونے والا درخت زیتون ہی کا تھا۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ جب نوح علیہ السلام نے کبوتر کے منہ میں زیتون کا پتہ دیکھا جسے انہوں نے کشتی میں چھوڑا تھا تاکہ آپ طوفان کے حالات پر نظر رکھیں اور بعض جگہوں میں پودے اگ آتے ہیں۔ تو سمجھا کہ طوفان ختم ہونے والا ہے' اسلیئے لوگ اسکو امن کا درخت کہتے ہیں۔ فلسطینی رہنما یاسر عرفات یا کوئی اور جب اقوام متحدہ میں اجلاس سے خطاب کرنے کیلئے گئے تھے تو انہوں نے خطاب میں سب سے پہلے یہ کہا تھا کہ میں آپ حضرات کیلئے زیتون کا تحفہ لایا ہوں۔

مطلب یہ تھا کہ میں امن کا پیغام لایا ہوں۔

زیتون کا طرق استعمال : زیتون عربوں کے ہاں آجتک مرغوب و محبوب چلا آرہا ہے مختلف طریقوں سے اسکو استعمال کرتے ہیں روغن زیتون تو درکنار اسکے دانوں کو ناشتہ میں استعمال کرتے ہیں۔

زیتون کے فوائد و فضائل : زیتون کے فضائل کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو محبت کی نگاہ سے دیکھا اور اسکو استعمال کیا بلکہ اسکے استعمال کا حکم بھی دیا ہے کہ کلوا الزیت کہ زیتون کھاؤ و ادھنوا بہ ' مالش کیلئے بھی استعمال کرو فانه من شجرة مبارکة کہ ایک بابرکت درخت سے حاصل ہوا ہے۔ اور اسکی زیادہ پیداوار اراضی شام میں ہوتی تھی جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حوله بابرکت سرزمین سے ہی تعلق ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کی آیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے انها من شجرة مبارکة زیتونة لا شرقیة ولا غربیة یکاد زیتها یضیئی ولو لم تمسسه نار۔ ترجمہ : نہ مشرق کی طرف اور نہ مغرب کی طرف قریب ہے اسکا تیل کہ روشن ہو جائے اگرچہ نہ لگی ہو اسمیں آگ۔

رسول اکرم کا ارشاد گرامی ہے :کلو الزیت وادھنوا به فان فیه شفاء من سبعین داء منها الجذام۔ زیت کھایا کریں اور اسکے تیل کو بدن پر استعمال کریں اسلئے کہ اسمیں ۷۰ بیماریوں کا علاج ہے جس میں جذام بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بات کی تاکید کیلئے اس درخت پر قسم بھی اٹھائی ہے ، والتین والزیتون ۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے اس آیت کے ذیل میں بڑی عجیب و غریب تفصیلی بحث کی ہے اور اسکے عجیب و غریب اور نا آشنا فوائد ذکر کیئے ہیں۔

فتح العزیز : شاہ صاحب نے اس تفسیر میں اقسام القرآن کی حکمتیں، علتیں بڑی خصوصیت سے بیان فرمائی ہیں یہ تفسیر اصل میں فارسی زبان میں لکھی گئی ہے' افغانستان اور دیگر ممالک کے فارسی سمجھنے والے لوگ اس سے براہ راست فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اب اسکا اردو زبان میں ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے لیکن یہ تفسیر مکمل طور پر موجود نہیں واللہ اعلم کہ کہاں ضائع ہو چکی ہے یا مکمل ہی نہیں ہو سکی ہے۔ صرف پارہ عمّ کی تفسیر اور سورۃ بقرہ کی تفسیر والا حصہ یعنی تین چار سپاروں کی تفسیر موجود ہے۔ شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص خواب دیکھے کہ وہ زیتون کے پتوں کو

ہاتھوں میں لئے ہوئے ہے تو اسکا مطلب (تعبیر) یہ ہے کہ اسکو سیدھی راہ نصیب ہو گئی۔

امام ابن سیرینؒ کے پاس ایک مریض آیا اور ان سے دریافت کیا کہ اسکو خواب میں لا دولا یعنی دو لا کھانے کو کہا گیا ہے تو آپؒ نے جواب دیا کہ اس سے مراد زیتون ہے کہ اس بارے میں لا شرقیة ولا غربیة فرمایا گیا ہے۔ یعنی دو دفعہ حرف لاء کا استعمال کیا گیا ہے قرآن مجید میں دیگر مقامات میں بھی اس کا ذکر ہے و شجرة تخرج من طو رسیناء تنبت بالدھن وصبغ للا کلین اور وہ درخت جو طور سینا میں اگتا ہے تیل بھی دیتا ہے اور کھانے والوں کے لئے سالن بھی ہے سورۃ عبس میں ہے کہ و زیتون و نخلا (زیتون اور کھجور کے درخت)

باطنی خصوصیات : شاہ صاحب نے زیتون کے ظاہر فوائد کے ساتھ ساتھ اسکے باطنی فوائد و خصوصیات بھی بیان کئے ہیں۔ ایک یہ کہ اس سے جو تیل نکلتا ہے وہ کمال نورانیت اور چمک پیدا کرتا ہے اس باطنی خصوصیت کی وجہ سے یہ اہل کمال کیساتھ انتہائی مناسب ہے جس طرح کہ اہل کمال اپنی زندگی اور حیات کے پھل کو کوٹتے ہیں اور اس میں لطافت اور نرمی پیدا کرتے ہیں جس سے نورانیت اور روحانی روشنی پیدا ہوتی ہے اسطرح زیتون کا تیل بھی بالکل شفاف اور دھوئیں کی آلائشوں سے پاک ہوتا ہے اس وجہ سے اہل کمال کے ساتھ اسکی مناسبت آگئی۔

اسی طرح ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسکا تعلق اور مناسبت صاحبان فکر و نظر اور استدلال والوں کیساتھ ہے کیونکہ یہ حضرات معلومات کے احوال فکر کی قوت میں گلاتے ہیں۔ تاکہ روشنی پیدا کرے۔ اور اشیاء کی حقیقت معلوم کرنے میں روشنی کی طرح کام میں لائیں ایک باطنی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کی مناسبت قرآن کے الفاظ کے ساتھ ہے جب اسکے معانی لفظوں سے نکالے جائیں تو حقائق الٰہیہ کے نور کی روشنی اس سے محسوس ہوتی ہے۔ بلکہ رسول اللہ فرماتے ہیں من ادھن الزیت لم یقربه شیطان۔ کہ جس نے زیتون بدن پر مل لیا تو شیطان اسکے قریب نہ آئے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ زیتون کا کوئی جزء بھی بے کار نہیں۔ اسکا تیل جلانے کا کام دیتا ہے اور خوراک و مالش میں بھی استعمال ہوتا ہے اسکے ذریعے کھالوں کو رنگا جاتا ہے

حتیٰ کہ اگر اسکو جلایا جائے تو اسکی راکھ بھی کام کی چیز ہے اسکے ذریعے ریشم کو جو کیڑوں سے حاصل کی جاتی ہے دھویا جاتا ہے' ڈاکٹروں نے اس کو بڑا موئثر علاج قرار دیا ہے۔ قدیم و جدید اطباء اسکے مفید علاج پر متفق ہیں کہ زیتون بواسیر' ناسور' فالج جیسے امراض کیلئے مفید ہے۔ اسکے استعمال سے جسم اور بال مضبوط ہو جاتے ہیں اور بڑھاپے کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔

حافظ ابن قیم نے لکھا ہے کہ زیتون کا تیل ہر قسم کے زہر میں مفید ہے' پرانی خارش کو دور کرتا ہے' نمک ملا کر آتش زدہ مقام پر لگانے سے پھوڑا ابلنے نہیں دیتا۔

مسوڑوں پر ملنے سے مسوڑے مضبوط ہو جاتے ہیں اور سرخ زیتون کے تیل سے چہرے کی رنگت نکھر جاتی ہے قدیم اطباء کا کہنا ہے کہ زیتون کا تیل گنجے پن اور چیچک زدہ مقام کے داغ ختم کرنے کیلئے مفید ہے، جدید تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ زیتون فالج' عرق النساء جوڑوں کے درد اور کمزوری کے جملہ امراض کیلئے مفید ہے حتی کہ تپ دق' جذام' دمہ' زکام اور نکسیر وغیرہ میں بھی مفید ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے اطباء نے کہ زیتون اور اسکے پتوں کا رس نکالا جائے اور پھر اسکو آگ پر اتنا پکایا جائے کہ وہ شہد کی طرح گاڑھا ہو جائے اور پھر اسکو کیڑے والے دانت پر لگایا جائے تو دانت کا کیڑا ختم ہو جائے گا اور اگر اس سے کلی کی جائے تو منہ میں جو زخم اور داغ ہیں ختم ہو جانے میں مفید ہیں۔ اور اگر اس گاڑھے زیتون میں سپرٹ ملا کر گنجے سر پر لگایا جائے تو ان شاء اللہ بال نکل آئیں گے۔ اور اگر اسکو مسلسل چیچک اور دیگر پھنسیوں کے داغوں پر لگایا جائے تو مفید ثابت ہو گا۔

جدید تحقیقات : قدیم اطباء کے علاوہ موجودہ دور کے ڈاکٹر اور سائنسدان بھی اسکی افادیت کے قائل ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ کی تحقیقات میں یہ بات درج ہے کہ زیتون ایک موئثر دوائی ہے اور اسکے ساتھ اسکو بطور غذا بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ گردوں کے امراض جس میں نائٹروجن والی غذائیں دینا مضر ہے وہاں زیتون عمدہ غذا کا فائدہ دیتا ہے۔ آنتوں کے جلن کو کم کر دیتا ہے جو جگہ جل رہی ہو وہاں پر لگانے سے تسکین حاصل ہوتی ہے۔ جس شخص کے مرارہ میں پتھری ہو یا پتہ میں دونوں حالتوں میں استعمال کرنا مفید اور موئثر ہے۔ قدیم اطباء مریضوں کو ڈیڑھ پاؤ روزانہ پلا لیا کرتے تھے۔ بعض اوقات پتھریاں بھی نکل جاتی تھی۔

هذا حديث لا نعرفه الامن حديث عبدالرزاق عن معمر وكان عبدالرزاق يضطرب فی رواية هذا الحديث الخ امام ترمذی اس عبارت سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس حدیث میں اضطراب ہے اس لئے کہ عبدالرزاق اس روایت کو کبھی مرفوع مسند ذکر کرتے ہیں اور کبھی مرسل روایت کرتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ مجھے گمان ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس روایت کو رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔

اضطراب کی اقسام: حدیث میں اضطراب دو طرح سے ہوتا ہے۔ایک سند کی وجہ سے اضطراب پیدا ہو جاتا ہے اور دوسرا متن میں اضطراب آتا ہے۔

مضطرب السند: وہ راویت جسکے سند میں اضطراب پیدا ہو جائے۔احادیث میں اکثر یہی صورت پیش آتی ہے۔

مضطرب المتن: وہ راویت جسکے متن میں اضطراب پیدا ہو جائے۔

حکم اضطراب: چونکہ یہ اضطراب راوی کے حافظہ کمزور ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اسلیئے ایسی حدیث نا قابل استدلال شمار ہوئی۔

لیکن جب وجہ اضطراب ختم ہو جائے تو بات اپنی جگہ بر قرار اور قابل حجت رہتی ہے۔یا تو حدیث مختلف طرق سے مروی ہو اور تمام طرق آپس میں مضطرب ہوں مگر ایک جانب کو کسی وجہ سے ترجیح دی جائے تو یہ طریق راجح اور دیگر مرجوع ہو جاتے ہیں تو اسکو اضطراب نہیں کیا جاسکتا۔اس روایت میں اضطراب فی السند ہے متن میں کوئی اضطراب نہیں۔امام ترمذیؒ نے اس روایت کو اختصار کے ساتھ شمائل میں بھی نقل کیا ہے۔

روایت ھذا میں اضطراب اس طرح ہے کہ عبدالرزاق کبھی یقین سے عن عمر بن خطاب عن النبی ﷺ سے ذکر کرتے ہیں اور کبھی گمان اور شک کے ساتھ احسبه عن عمر عن النبی ﷺ تو گویا کہ عبدالرزاق اس حدیث کو مسند ذکر کرنے میں کبھی یقین کے ساتھ عن عمر کہتا ہے اور کبھی گمان کے ساتھ کہتا ہے اور کبھی مرسل ذکر کرتا ہے کہ عن زيد بن اسلم عن ابيه عن النبی ﷺ اسلیئے کہ زید کے باپ اسلم کی حضور ﷺ کے ساتھ ملاقات ثابت نہیں

اسلم حضرت عمرؓ کے خاص شاگرد اور خادم ہیں۔ تو حضرت اسلم نے عن النبی ﷺ کہا یعنی درمیان میں حضرت عمرؓ کے واسطہ کا ذکر نہیں ملتا۔

(لیکن اس اضطراب کے باوجود حاکم نے اس روایت کو نقل کر کے فرمایا ہے کہ صحیح علی شرط الشیخین کہ یہ روایت امام بخاریؒ اور مسلمؒ کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

وبه قال حدثنا محمود بن غیلان .... عن عبدالله بن عیسیٰ عن رجل یقال له عطاء من اهل الشام الخ اس روایت میں عن رجل کا ذکر ہے گویا کہ اسکے احوال معلوم نہیں بلکہ شک کی بناء پر کہتا ہے کہ گویا کہ اسکو عطا کہا جاتا ہے اور اسکا تعلق شام سے ہے۔
مگر اس روایت کے بارے میں بھی امام حاکم کہتے ہیں کہ صحیح الاسناد ہے یعنی اسکی سند صحیح ہے۔

باب ما جاء فی الاکل مع المملوك

خادم اور غلام کو اپنے ساتھ کھانا کھلانے کا بیان

حدثنا نصر بن علی ثنا سفیان عن اسماعیل بن ابی خالد عن ابیه عن ابی هریرة یخبرهم بذلك عن النبی ﷺ قال اذ کفااحد کم خادمه طعامه حره و دخانه فلیاخذ بیده فلیقعده معه فان ابی فلیا خذ لقمة فلیطعمه ایاها هذا حدیث حسن صحیح وابو خالد والد اسماعیل اسمه سعد.

ترجمہ : "نصر بن علی سفیانؒ سے اور سفیان اسماعیل سے اور اسماعیل ابو خالد اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارا خادم تمہارے لئے کھانا تیار کرے اسکی گرمی اور دھوئیں سے تمہیں بچا کر خود برداشت کرتا ہے تو اسکو ہاتھ سے پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھا دو اور اگر وہ انکار کرے تو لقمہ لیکر اسے خود کھلا دیا کرو"

ابو خالد اسماعیل کے والد ہیں امام ترمذی فرماتے ہیں کہ انکا نام سعد ہے جبکہ بعض نے ہرمز

اور بعض یا کثیر بھی ذکر کیا ہے۔

اس باب میں یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ کھانے وغیرہ میں اپنے غلام اور نوکر' خادم کو بھی اپنے ساتھ شریک کرنا چاہیے، اسلام اس تفاوت کو پسند نہیں کرتا کہ یہ خان ہے اور نواب زمیندار ہے خادم نوکر ہے یا غریب وفقیر یا دہقان و کسان ہے اسلام کی یہ خوبی ہے کہ وہ نوکر اور مالک کو بھی برابر رکھتا ہے۔ یہ ہے در حقیقت انسانیت کا احترام۔

نام نہاد سوشلزم اور کمیونزم والے بے ہودہ اور بے اصل دعوے کرتے ہیں یہ لوگ کسان مزدور کو کیا دیں گے' اسلام نے تو مزدور اور آقا کو معاشرتی آداب میں برابر کر دیا ہے۔

دنیا کے سارے تہذیب اور تمدن' رسم ورواج' جاگیر دار اور سرمایہ دار نوکر اور غلام کو کمتر اور حقیر حیوانات کی طرح دیکھتے ہیں وہاں یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ غریب اور نادار ملازم امیر مالک کیساتھ مل بیٹھ کر کھانا کھاسکے پھر انہیں ساتھ بٹھانا تو بڑی بات ہے۔ وہاں تو اتنی فرعونیت ہے کہ غریب شخص مالدار کیساتھ ایک چارپائی پر بیٹھ بھی نہیں سکتا۔ خان اور زمیندار اوپر چارپائی میں بیٹھا ہوتا ہے اور غریب کسان وکاشتکار نوکر خادم نیچے غلاموں کی طرح زمین پر بیٹھا ہوتا ہے اور وہ آنکھ اٹھاکر زمیندار کو دیکھ بھی نہیں سکتا۔

سندھ اور بلوچستان میں غریب اور نادار لوگوں کا یہی حال ہے۔ سندھ میں ہاریوں کے ساتھ ہزاروں سال سے غلاموں جیسا ذلت کا سلوک کیا جارہا ہے۔ سرحد کے خان اور بلوچستان کے سردار کا یہی حال ہے۔ مگر اسلام مالک کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنے نوکر و مزدور کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرلیا کرو اسکو اپنے ساتھ بٹھاؤ۔ اسکو حقارت کی نظر سے مت دیکھو اگرچہ وہ تمہارا خادم ہے۔ لیکن انسان ہے۔ غلاموں کو لوگ حیوانوں کی طرح دیکھتے تھے انکو مردہ شمار کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ طالب علموں کو بھی حکم ہے اپنے خدمتگار کم عمر بچے اور شاگرد کو بھی اپنے ساتھ بٹھایا کرو۔ تم آرام سے سبق پڑھتے ہو کتابوں کے مطالعہ میں مشغول ہوتے ہو اور وہ غریب چھوٹا بچہ لنگر سے یا باہر محلہ سے تمہارا لئے روٹی لاتا ہے۔ اور پھر تم انہیں جھڑکتے ہو اور غیر انسانی سلوک انکے ساتھ کرتے ہو۔

اسی طرح مدرسے کے ملازم نان بائی وغیرہ آپ لوگوں کیلئے کھانا تیار کرتے ہیں اس تیاری میں انکو کیسی تکلیف پہنچتی ہے انکی آنکھوں میں دھواں جاتا ہے گرمی اور آگ کی تپش کو برداشت کرتے ہیں یہ سب لوگ قابل قدر ہیں انکی قدر کرنی چاہیے۔

حدثنا سفیان بن اسماعیل بن ابی خالد عن ابیه عن ابی هریرة یخبر هم بذلك عن النبی ﷺ ۔ بعض نسخوں میں صرف ذلک مروی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ اذا کفا احدکم خادمه طعامه ۔ آگے اسکی تفصیل ہے کہ حره و خانه ۔ یعنی جب تمہارا خادم تمہارے لئے کھانا تیار کرنے میں کافی ہو جائے تم بے فکر آرام سے بیٹھے ہو' وہ بازار سے آٹا لائے پھر اسکو گوندھے اسکو پکانے آگ میں لت پت ہو جائے گرمی سے جل جائے آگ کی تپش اور دھوئیں کو برداشت کرے تو پھر آپ اسکو ہاتھ سے پکڑ کر کھلا دیں وہ (نوکر) بے شرمائے گا' جھجکے گا سماجی مظالم اور غلط قسم کے رسم ورواج کی وجہ سے تردد میں ہوگا وہ دل میں کہے گا اپنے آپ کو حقیر سمجھے گا اور اپنے کو مالک کیساتھ بیٹھنے کے قابل نہیں سمجھے گا مگر اب صرف زبانی نہیں بلکہ اسکو ہاتھ سے پکڑ کر زبردستی ساتھ بٹھائیں۔

اسلام کا مزدور کے ساتھ سلوک : یہ حدیث دنیا کو دکھاؤ دنیا ان باتوں کی تلاش میں ہے کہ اسلام نے انسانوں کو مظلوموں اور مزدوروں کے ساتھ کیا فلسفہ کیا سلوک اور کیا' معاملہ پیش کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ ہاتھ سے پکڑ کر زبردستی بیٹھانے کا حکم دیتا ہے۔ کہ ارے دوست تکلف مت کرو میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ۔ میں اور تم ایک ہی طرح کے انسان ہیں ہمارے درمیان کوئی تفاوت نہیں۔

فان ابی الی کے ضمیر فاعل میں دو احتمال ہیں (۱) یا تو اسکا مرجع مالک ہے یعنی اگر مالک اسکو اپنے پاس بیٹھانے سے تردد کرے اسکو برا مانے کہ ساتھ بٹھادے تو کم از کم نوکر کو اس کھانے سے ایک یا دو لقمہ دے دے۔ اس احتمال کی تائید حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی ایک روایت سے ہوتی ہے جسکو امام احمدؒ نے مسند میں ذکر کیا ہے۔عن جابر امرنا ان ندعوه فان كره احدنا ان یطعم معه فلیطعمه فی یده۔ ترجمہ : ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ ہم خدام کو کھانے پر

دعوت دیں اور اگر ہم سے کوئی انکے ساتھ کھانے کو ناپسند کرے اور نفس بالکل گوارا نہ کرے توانکے ہاتھ ایک دو لقمہ دے دیں۔

(۲) دوسرا احتمال یہ ہے کہ ضمیر کا مرجع خادمہ ہے کہ یعنی اگر خادم مالک کیساتھ بیٹھنے سے انکار کرے تو آپ کم از کم ایک دو لقمے اسکو دے دیں۔

فلیا خذہ لقمة اس بارے میں مختلف روایات ہیں بعض میں لقمة اور بعض لقمتین مروی ہے۔

(۳) ایک مطلب اسکا یہ بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ مسلم کی روایت سے ظاہر ہے کہ اگر کھانا کم ہو تو ایک دو لقمے دے دیں اور اگر کھانا زیادہ ہو تو پھر یا تو اسکو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کریں۔اور یا اسکو زیادہ کھانا دے دیں۔

اقوام متحدہ کا نام نہاد انسانی چارٹر اور کارل مارکس کے سبز باغ ایسا کون کر سکتا ہے' کارل مارکس 'لیلن اور سٹالن سوچ بھی نہیں سکتا امریکہ اور اقوام متحدہ جو حقوق انسانی کے نعرے لگاتے ہیں' جھوٹ بولتے ہیں۔ابھی تک افریقہ انکا غلام رہا۔ساڑھے چار سو سال کے بعد انکو آزادی مل گئی اس طویل مدت میں دنیا کا بدترین اور ذلیل ترین سلوک انکے ہاتھوں انسانوں کیساتھ ہوتا رہا۔جنوبی افریقہ کے باشندگان کو غلام بنایا گیا۔سفید فام درندے سیاہ فاموں پر مسلط ہوئے انکو اپنے شکنجے میں رکھا سیاہ فام بیچارے انکے ساتھ ایک میز میں بیٹھ بھی نہیں سکتے تھے۔انکے لئے سکول'کالج'ہسپتال الگ بنائے گئے حتی کہ انکی لفٹ بھی الگ تھا۔سیاہ فام کا بچہ سفید فام کے بچے کیساتھ ایک کلاس میں نہیں پڑھ سکتا تھا۔اس ملک کے مالکان باہر دیہات سے ہر روز خدمت کیلئے شہر آتے تھے اور وہاں نالیاں صاف کرتے'گلی کوچوں میں جھاڑو دیتے' دفاتر کو صاف کرتے اور شام سے قبل شہر سے چلے جاتے تھے انکو حکم تھا کہ وہ رات یہاں نہیں گذار سکتے یہ ظلم سینکڑوں سال تک جاری رہا۔یہ اس قوم کے مظالم ہیں جو اپنے آپکو مہذب کہتے ہیں حالانکہ سیاہ فام اس ملک کے اصل باشندے تھے اور سفید فام بے غیرت وبے حیا باہر یورپ'برطانیہ وغیرہ سے آئے ہوئے تھے اس جبری قبضہ میں کئی لاکھ انسان قتل ہوئے ہیں ان بیچاروں کے ساتھ کتوں جیسا سلوک کیا گیا اور انکو گلی کوچوں میں ایسا بھگایا گیا جیسے کتے بھگائے جاتے ہیں۔

نیلسن مینڈیلا نے بلاآخر آزادی دلادی اور انہیں انسان کا درجہ ملا ادھر بھارت میں ہندوں کا یہی حال برہمن اوروں کو شودر اور اچھوت سمجھتا ہے چھوت چھات اور ذات پات کی تفریق میں کمتر انسانوں کو جانوروں سے نجس انسان سمجھا جاتا ہے کوئی شودر اور کم ذات کے ساتھ کھانا تو کیا برہمنوں کے نلکے سے پانی لانے کی اجازت نہیں۔ اور اسلام نے اعلان کیا کہ سیاہ کو سرخ اور سرخ کو سیاہ پر فضیلت نہیں اسی طرح عجمی کو عربی پر اور عربی کو عجمی پر کوئی برتری نہیں۔

کلکم بنو ادم و ادم من تراب تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔ کتنی واضح بات ہے کوئی بھی تم میں سونے سے نہیں بنا تم سب کا خمیر مٹی ہی ہے اس مٹی سے پیغمبر فرعون اور ابو لہب سب پیدا ہوئے ہیں ان سب کا سرشت ایک ہی ہے اور انجام بھی سب کا مٹی ہی ہے کالا ہے سفید ہے سد ہے یا جولاھا سب کا خمیر ایک ہی ہے۔ کوئی کمی نہیں فضیلت اور برتی اور باتوں کے وجہ سے ہے۔ یہ سبق عملی طور پر حج الوداع کے موقع پر بھی کر چکا ہے۔ اقوام متحدہ کا کیا منشور ہوگا اور کیا بنیادی حقوق ہونگے یہ حقوق تو اسلام ۱۴ سو سال پہلے متعین کر چکا ہے۔

ان لوگوں نے جنوبی افریقہ کے ساتھ کیا کیا۔ ۱۶۵۰ء سے یہ معاملہ شروع ہوا تھا اور ۱۹۹۳ء تک چلتا رہا۔ کئی سو سال ان پر یہ حالات گذر گئے۔ امریکہ میں غلاموں کا کاروبار اب بھی مختلف شکلوں میں زور و شور سے جاری ہے۔

رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ اپنے غلام کو چاہے سیاہ فام کیوں نہ اپنے بچوں کی طرح اپنے ساتھ شریک کرو بچے کو بھی لوگ قریب بیٹھایا ہی کرتے ہیں تو آپ انہیں ساتھ ہی بیٹھائیں۔ اور نوالہ لیکر انکو کھلائیں یہ ہیں حقوق انسانی جنکا اسلام درس دیتا ہے۔ ☆☆☆☆☆

عالم اسلام کے عظیم رہنما، مفکر، مصنف، اردو اور عربی
کے صاحب طرز ادیب، مشہور داعی دین، علامۂ وقت
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ
کی تمام شاہکار تصنیفات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔
فہرست کتب مفت حاصل کریں۔ ناشر، فضل ربی ندوی
فون ۶۲۰۸۹۶ – ۶۲۱۸۱۷
مجلس نشریات اسلام
۱۔ کے۔ ۳ ناظم آباد ۳ کراچی
اسٹاکسٹ: مکتبہ ندوہ قاسم سینٹر اردو بازار کراچی